امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ

تعارف، علمی خدمات، فضائل، اقوالِ ائمہ اور علمي اثرات



از قلم

احمد رضا مغل

انتساب

عاشق اہل بیت

امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری

دامت برکاتہم العالیہ کے نام

فہرست

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وعلی آلہ الأطھار، وأصحابہ الأخیار، ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین.

اسلامی تاریخ میں بعض ایسی عظیم شخصیات جلوہ گر ہوئیں جنہوں نے اپنے علم، عمل، تقویٰ، عبادت، اخلاق اور کردار سے امتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائی اور دینِ اسلام کی علمی و روحانی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ ان ہی جلیل القدر ہستیوں میں حضرت **امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ** کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ اہلِ بیتِ نبوت کے درخشاں ستارے، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند، اور علم و معرفت، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور حسنِ اخلاق کے عظیم پیکر تھے۔

واقعۂ کربلا کے بعد جب اسلامی معاشرہ ایک نہایت نازک دور سے گزر رہا تھا، اس وقت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حکمت، بصیرت اور علمی خدمات کے ذریعے امت کی فکری و روحانی تربیت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔ آپ نے نہ صرف قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا بلکہ فقہ، حدیث، تفسیر، اخلاق، دعا اور تزکیۂ نفس کے میدان میں ایسی گراں قدر خدمات انجام دیں جن سے بعد کے ائمہ، محدثین، فقہاء اور مفسرین نے بھرپور استفادہ کیا۔ آپ کی دعائیں، مناجات اور نصائح آج بھی مسلمانوں کے لیے روحانی تربیت اور اخلاقی اصلاح کا ایک بے مثال سرمایہ ہیں۔

آپ کی علمی شخصیت کا اعتراف صرف اہلِ بیت کے محبین ہی نے نہیں بلکہ جلیل القدر ائمہ، محدثین اور مؤرخین نے بھی کیا ہے۔ آپ کو مدینۂ منورہ کے اکابر فقہاء، محدثین اور عبادت گزاروں میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ علم وحلم،، بردباری، تواضع اور خشیتِ الٰہی نے آپ کی شخصیت کو ایسا وقار عطا کیا کہ مخالفین بھی آپ کی عظمت کے معترف تھے۔

زیرِ نظر رسالہ **"امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ "** اسی مقصد کے تحت مرتب کیا گیا ہے کہ امام عالی مقام کی علمی خدمات، فقہی بصیرت، حدیثی مقام، تفسیری افادات، شاگردوں، علماء کی آراء اور امتِ مسلمہ پر آپ کے علمی اثرات کو مستند تاریخی و حدیثی مصادر کی روشنی میں پیش کیا جائے، تاکہ قارئین اس عظیم امام کی علمی عظمت اور دینی خدمات سے صحیح طور پر آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اسے دینِ اسلام کی خدمت کا ذریعہ بنائے، اور حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم در صحابہ واہل بیت

احمد رضا مغل

1 صفر 1448 بمطابق 17 جولائی 2026 بروز جمعہ

امام زین العابدین رحمۃ اللّٰہ علیہ کا علمی مقام و مرتبہ

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ 2 سال اپنے دادا حضور حضرت سیِّدُ نا مولا مشکل کشا، علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہَہُ الکریم کی پرورش میں رہے، 10 سال اپنے تایا جان حضرت سیِّدُ نا امامِ حَسَن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں رہے اور پھر تقریباً 11 سال والدِ ماجد حضرت سیِّدُ نا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ نگرانی عُلوم ومَعرِفَت کی منازل طے کیں۔ (شرح شجرۂ قادریہ، ص 52)

مشائخ و تلامذہ:

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صحابۂ کرام و تابعین عظام سے کسب فیض کیا، آپ نے امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنھن، اپنے والد حضرت امام حسین، اپنے چچا حضرت امام حسن، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور ابو رافع، مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، سعید بن مسیب، سعید بن مرجانہ، ذکوان، عمرو بن عثمان بن عفان اور عبیداللہ بن ابی رافع رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور اپنے جد امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرسل روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال: ج 20 ص 383، سیر اعلام النبلاء: ج 4 ص 387، تہذیب التہذیب: ج 7 ص 304، المراسیل: ص 139)

حصول علم اور تواضع و انکساری

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ نافع بن جبیر نے امام زین العابدین رحمۃ اللّٰہ علیہ سے کہا: آپ ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس (تحصیل علم کی خاطر) بیٹھتے ہیں؟ امام زین العابدین رحمۃ اللّٰہ علیہ نے جواباً فرمایا: میں ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھتا ہوں جن سے مجھے دینی فائدہ پہنچے۔ (ابن عساکر ج 12 ص 17)

امام ابن سعد نے "طبقات" اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللّٰہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم کی مجلس میں (تحصیل علم کے لیے) بیٹھا کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ قریش کو چھوڑ بنی عدی

کے ایک غلام کے پاس بیٹھتے ہیں ؟ تو انھوں نے فرمایا: آدمی کو جہاں فائدہ پہنچے وہاں بیٹھتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ج 5 ص 216)

ابو نعیم نے " حلیۃ الاولیاء " میں عبدالرحمٰن بن ازدک سے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں آتے، لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقے میں تشریف لے جاتے، نافع بن جبیر نے ان سے کہا: اللہ آپ کی مغفرت کرے! آپ لوگوں کے سردار ہیں، لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر اس غلام کے حلقے میں بیٹھتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علم کو طلب کیا جاتا ہے اور اس کے لیے آجاتا ہے اور اسے حاصل کیا جاتا ہے جہاں وہ ہو۔ (حلیۃ الاولیاء ج 3 ص 137۔138)

ابن سعد نے " طبقات " میں نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین اور سلیمان بن یاسر رحمۃ اللہ علیہما کو منبر اور روضہ شریف کے درمیان چاشت کے وقت تک علمی مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا، جب اٹھنے کا ارادہ ہوتا تو عبداللہ بن ابی سلمہ قرآن پاک کی کوئی سورت تلاوت کرتے، اس کے بعد یہ حضرات دعا مانگتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج 5 ص 216، 217)

سیر اَعلام النبلاء میں ہے کہ: وقال: قال نافع بن جبير لعلي بن الحسين : إنك تجالس أقواما دونا ! قال آتي من أنتفع بمجالسته في ديني . قال: كان علي بن الحسين رجلا له فضل في الدين .

نافع بن جبیر نے علی بن حسین (امام زین العابدین) رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: 'آپ (علم و نسب میں) اپنے سے کم تر درجے کے لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں!' انہوں نے جواب دیا: 'میں تو اس کے پاس بیٹھتا ہوں جس کی ہمنشینی سے مجھے اپنے دین میں فائدہ پہنچے۔' راوی کہتے ہیں: علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شخص تھے جو دین میں بلند مقام و فضیلت کے مالک تھے (سیر إعلام النبلاء، ج 4، 387، الطبقة الثانية)

امام زین العابدین علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سارے تابعین عظام نے فیض حاصل کیا ہے، آپ سے حدیث شریف کی روایت کرنے والوں میں ان کے چار بیٹے ابو جعفر محمد، عمر بن علی بن حسین، زید بن علی بن حسین، عبداللہ بن علی بن حسین، ان کے علاوہ ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، حکم بن عیینہ، زید بن اسلم، یحییٰ بن سعید، ہشام بن عروہ، ابو حازم، محمد بن فرات تمیمی، عاصم بن عبیداللہ بن عامر بن عمر بن خطاب اور یحییٰ بن سعید انصاری رحمھم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(تہذیب الکمال: 20/384,383، سیر أعلام النبلاء: 4/387، تہذیب التہذیب: 7/304)

ان سب تصریحات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اہل بیت کے بڑے اور سادات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے علم دین حاصل کرتے تھے، جیساکہ عام مسلمانوں کا معمول تھا، اس سے روافض کے اس زعمِ باطل کی بھی تردید ہوتی ہے کہ اہل بیت کے یہ پاک باز نفوس تحصیل علم میں دوسروں کے محتاج نہیں اور ان کے پاس مخصوص علم ہے، ان کے سوا تمام لوگ انکے محتاج ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں، اس عالمی جھوٹ کی حضرت باقر اور حضرت زین العابدین رحمھما اللہ وغیرہ، علماء اہل بیت نے نہ صرف زبانی تردید کی ہے، بلکہ ان کا عمل بھی ان کی تردید کی واضح دلیل ہے

اقوال علماء کرام:

امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: سجادِ اُمّت، حضرت سیّدنا امام زینُ العابدین ابو الحسن علی اوسط ہاشمی قرشی علیہ رحمۃ اللہ القَوی آپ عظیمُ المناقب تابعی، محدث، فقیہ، عابد، سخی، صاحبِ زہد و تقویٰ، جلیلُ القدر، ہستی ہیں۔ (وفیات الاعیان، ج 2، ص127)

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے آپ کی شان مبارک میں اس طرح لب کھولتے ہیں: امام زین العابدین۔ ثقہ اور امین تھے۔آپ بہت زیادہ حدیث بیان فرماتے تھے اور بہت بلند و بالا درجۂ کمال پر فائز تھے۔(تاریخ دمشق، ج36 ص162)

ذہبی رحمۃاللہ علیہ کا بیان ہے ”آپ عجیب و غریب جلالت کے مالک تھے وہ اپنے شرف ، علم ، سیادت للٰہیت اور کمال عقل کی بنا پر امامت عظمیٰ کے صحیح معنوں میں اہل تھے اور خدا کی قسم یہ آپ ہی کا حق تھا۔(سیر اعلام النبلاء ،ج 4 ، ص 240)

حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمۃاللہ علیہ کا بیان ہے کہ علی ابن الحسین ابن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ عبادت گذاروں کی زینت اور خدا سے مکمل طور پر وابستہ ہو جانے والوں کے درمیان ایک منارہ کی حیثیت رکھتے تھے ۔آپ عبادت گذار، وعدہ کو وفا کرنے والے ، سخی اور منتخب روزگار تھے۔(حلیۃ الاولیاء ،ج 3 ص 133)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ :کان علی بن الحسین ثقۃ ماموناکثیر الحدیث عالیا رفیعا ورعا یعنی حضرت علی بن حسین رحمۃاللہ علیہ ثقہ اور مامون تھے ، کثیر الحدیث ، عالی مرتبت ، رفیع القدر ، صاحب ورع تھے (طبقات ابن سعد ج 7 ص219)

شیخ ولی الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام زین العابدین بہت بڑے عالم اور تابعی تھے۔(اکمال فی اسماء الرجال ص 611)

فقاہت:

امام ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃالحفاظ میں لکھتے ہیں کہ امام زہری رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین (رحمۃاللہ علیہ) سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا (تذکرۃالحفاظ ج 1 ص 64)

محدث

سفیان بن عیینہ رحمۃاللہ علیہ کہتے ہیں کہ محدث زہری سے زیادہ اچھی حدیث کوئی نہیں بیان کر سکتا تھا امام احمد رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اچھی سند زہری رحمۃاللہ علیہ کی ہے اور امام نسائی رحمۃاللہ علیہ نے کہا کہ زہری کی سند جو امام زین

العابدین رحمۃاللہ علیہ سے ہے، وہ تمام سندوں سے صحیح ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃاللہ علیہ کو مقام حدیث میں ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی اسی لیے تمام محدثین کے نزدیک آپ کی سند تمام اسناد سے صحیح ہے۔ نیز امام زین العابدین جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے ہیں تو حدیث ان کے گھر کی ہوئی لہٰذا آپ کے محدث ہونے میں شک نہیں ہے۔ شیخ ولی الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام زین العابدین بہت بڑے عالم اور تابعی تھے۔(اکمال فی اسماء الرجال ص 611)

وقال عبد الله بن عمر العمري عن الزهري : حدثت علي بن حسين بحديث ، فلما فرغت ، قال : أحسنت بارك الله فيك هكذا حدثناه قلت : ما أراني إلا حدثتك بحديث أنت أعلم به مني ، قال : لا تقل ذاك ، فليس من العلم ما لا يعرف إنما العلم ما عرف وتواطأت عليه الألسن

عبداللہ بن عمر العمری نے (امام) زہری رحمۃاللہ علیہ سے روایت کیا، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے علی بن حسین (امام زین العابدین) رحمۃاللہ علیہ کو ایک حدیث سنائی، پس جب میں (سنا کر) فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا: 'تم نے بہت اچھا کیا، اللہ تمہیں برکت دے، یہ حدیث ہمیں اسی طرح سنائی گئی تھی (جیسے تم نے سنائی)۔' میں نے عرض کیا: 'میرا تو یہ خیال ہے کہ میں نے آپ کو ایسی حدیث سنائی ہے جس کا علم آپ کو مجھ سے بھی زیادہ ہے۔' انہوں نے فرمایا: 'ایسامت کہو، کیونکہ وہ چیز علم نہیں ہے جو (لوگوں میں) جانی پہچانی نہ جائے، بلکہ علم تو وہی ہے جو جانا پہچانا ہو اور جس پر زبانیں متفق (ہم آواز) ہو جائیں (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ج 20 ص 382 رقم الترجمہ: 4050)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا خصوصی علم:

امام غزالی اپنی زندگی کی آخری کتاب "منہاج العابدین" جو کہ عظیم ترین تصوف کی اور مختصر کتاب ہے تو اس کی وجہ بیان کرنے کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

جب ہم نے اس راہ کو اتنا مشکل پایا تو اسے پار کرنے کے لیے گہرا غور و خوض کیا اور دیکھا کہ بندہ اس میں کن چیزوں کا محتاج ہوتا ہے مثلاً: قوت وطاقت، آلات اور علم و عمل کی تدبیر وغیرہ تو اس امید کے ساتھ کہ بندہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی توفیق سے سلامتی کے ساتھ اس راہ کو پار کر جائے اور اس کی ہلاکت خیز گھاٹیوں میں گر کر ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہو، لہٰذا ہم

نےاس راہ پر چلنےاوراسے پار کرنے کے متعلق چند کتابیں لکھیں جیسے : اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن، اَسْرَارُالْمُعَامَلَات، اَلْغَایَۃُ الْقَصْوٰیاور اَلْقُرْبَۃُ اِلَی الله وغیرہ، یہ کتابیں باریک علمی نکات پر مشتمل ہیں جس کی وجہ سے عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں اوراسی کم فہمی کی وجہ سے لوگ ان میں عیب لگانے لگےاور جو باتیں پسند نہ آئیں ان میں سر گرمی دکھانے لگے، بھلا ربُّ العٰلَمِین جَلَّ جَلَالُہٗ کے کلام سے بڑھ کر بھی کوئی کلام فصیح وبلیغ ہو سکتا ہے، کہنے والوں نے تو اس کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ "یہ تو اگلوں کی داستانیں ہیں۔"

(1) کیا تم نے حضرت سیِّدُنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ فرمان نہیں سنا:

اِنِّیْ لَاَ کْتُمُ مِنْ عِلْمِیْ جَوَاہِرَہٗ کَیْلَا یَرٰی ذَاکَ ذُوْ جَھْلٍ فَیَفْتَتِنَا

وَ قَدْ تَقَدَّمَ فِیْ ھٰذَا اَبُوْ حَسَنٍ اِلَی الْحُسَیْنِ وَوَصّٰی قَبْلَہُ الْحَسَنَا

یَارُبَّ جَوْہَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِہٖ لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَّعْبُدُ الْوَثَنَا

وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُّسْلِمُوْنَ دَمِیْ یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَاْتُوْنَہٗ حَسَنَا

ترجمہ: ... میں اپنے علمی جواہر پوشیدہ رکھتا ہوں تاکہ جہلا انہیں دیکھ کر فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔

(2) ...اس کے متعلق اس سے پہلے حضرت سیِّدُنا ابو حسن علیُ المرتضٰی کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی حسنین کریمین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو وصیت کر گئے کہ

(3) ... میرے ایسے کئی پوشیدہ علوم ہیں جنہیں میں ظاہر کر دوں تو مجھے کہا جائے گا تو بتوں کی پوجا کرنے والا ہے اور

(4) ... مسلمان میرے خون کو حلال سمجھ بیٹھیں گے (یعنی مجھے قتل کر دیں گے) اور اس برے کام کو اچھا سمجھیں گے۔

مگر اب حالات کا اربابِ دین سے تقاضا ہے کہ وہ ساری خلق خدا کو نظر رحمت سے دیکھیں اور بحث ومباحثہ ترک کر دیں۔ میں نے اُس کی بارگاہ میں التجا کی جس کے قبضہ میں تمام مخلوق اور ہر معاملہ ہے کہ وہ مجھے ایسی کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائے جس پر سب کا اتفاق ہو اور اسے پڑھ کر لوگ فائدہ اٹھائیں پس اس نے میری التجا قبول فرمائی کیونکہ جب کوئی بے چین ومُضْطَر اسے پکارے تو وہ اس کی پکار سنتا ہے، اس نے اپنے فضل سے مجھ پر اس تصنیف کے راز آشکار فرمائے اور ایک ایسی منفرد ترتیب

الہام فرمائی جو علومِ دینیہ کے حقائق پر مشتمل میری سابقہ کتب میں نہیں تھی، یہ میری وہ تصنیف ہے جس کی تعریف میں خود کرتا ہوں۔ توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔ (منہاج العابدین ص 13-14)

تفسیر قرآن بزبان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (47) (پ14، الحجر: 47)

ترجمۂ کنزالایمان:

"اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔"

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ "یہ آیت مبارکہ بنو ہاشم، بنو تمیم، بنو عدی، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نازل ہوئی۔" حضرت سیدنا ابو جعفر امام باقر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پوچھا گیا کہ حضرت سیدنا علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے جو یہ بات منقول ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی درست ہے؟ انہوں نے فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟" پوچھا گیا کہ اس میں تو ان کے کینے کا ذکر ہے حالانکہ ان کے دلوں میں تو ایک دوسرے کے لیے کوئی کینہ نہیں ہے؟ فرمایا: "اس کینے سے مراد زمانہ جاہلیت والا کینہ ہے جو ان کے قبائل بنو عدی، بنو تمیم، بنو ہاشم میں پایا جاتا تھا جب یہ تمام لوگ اسلام لے آئے، تو کینہ ختم ہو گیا اور آپس میں شیر وشکر ہو گئے، نیز ان کے مابین اس قدر الفت و محبت پیدا ہو گئی کہ ایک بار حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اپنے ہاتھ کو گرم کر کے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پہلو کو ٹکور کرنے لگے۔ رب تعالٰی کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔" (تفسیر الدر المنثور، الحجر: 47، ج5، ص84-85)

علم مغازی

حضرت امام زین العابدین رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں : ''كُنَّا نَعْلَمُ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نُعَلِّمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی: ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مغازی کا علم اس طرح حاصل کرتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سیکھا کرتے تھے۔(البدایۃ والنھایۃ، ج2، ص642، سبل الھدی والرشاد، الباب الثانی، اختلاف الناس۔۔۔الخ، ج4، ص10۔)

پہلے علم حاصل کرنے والے کا مقام

حضرت امام زین العابدین رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے تم سے پہلے کوئی علم حاصل کر لیا تو وہ اُس معاملے میں تمہارا رہنما ہے چاہے وہ عمر میں تم سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔(احیاء العلوم، ج1 ص197)

علما انبیاء کے وارث

حضرت امام سجاد رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا میں لوگوں کے سردار سخی ہیں، جبکہ آخرت میں دین والے اور علم و فضل والے ہوں گے کیونکہ علمائے کرام انبیاءکے وارث ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج41 ص385)

اسم اعظم

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسمِ اعظم ''اَللهُ اَللهُ اَللهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ '' ہے(''فتح الباری ج11، ص189).

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غلام آزاد کرنا

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کریگا اسکے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔'' سعید بن مرجانہ کہتے ہیں میں نے یہ

حدیث علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنائی انھوں نے اپنا ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس 10 ہزار تھی (صحیح البخاری''، کتاب العتق، الحدیث: 2517، ج2، ص150)

افتخار اہل بیت:

حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام زہری نے فرمایا کہ: لم ادرک من اھل البیت افضل من علی بن الحسین یعنی من نے اہل بیت میں حضرت علی بن حسین سے افضل کسی کو نہیں پایا (سیر اعلام النبلاء ج1 ص2769، رقم الترجمہ 2914)

حضرت عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مارایت فیھم مثل علی بن الحسین یعنی میں نے اہل بیت میں حضرت علی بن حسین کی مثل کسی کو نہ دیکھا (سیر اعلام النبلاء ج 1 ص2769، رقم الترجمہ 2914)

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: لم یکن فی اھل البیت مثلہ یعنی اہل بیت میں کوئی ان کی مثل نہیں ہے (سیر اعلام النبلاء ج1 ص2769، رقم الترجمہ 2914)

آپ تابعی ہیں:

حضرتِ سیِّدُنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم تابعین مدینہ منورہ میں سے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ عابدین کی زینت، اطاعت گزاروں کے سردار، وفادار عبادت گزار اور مہربان سخی تھے۔ (حلیۃ اولیاء ج3 ص193)

شیخ ولی الدین خطیب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام زین العابدین بہت بڑے عالم اور تابعی تھے۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص 611)

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں (مراۃ المناجیح جلد 8 ص 217)

انداز عمامہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید رنگ کا عمامہ پہنا کرتے تھے اور اس کا شملہ پشت یعنی کمر کی جانب لٹکا دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج 5 ص 218)

اختتامیہ

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین، سیدنا ومولانا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وعلیٰ آلہ الاطھار، واصحابہ الاخیار، ومن تبعھم بإحسانٍ إلیٰ یوم الدین۔

اما بعد!

اسلامی تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے نفوسِ قدسیہ پیدا فرمائے جنہوں نے علم و عمل، تقویٰ و عبادت، اخلاق و کردار اور حق و صداقت کے ذریعے دینِ اسلام کی شمع کو روشن رکھا۔ان برگزیدہ ہستیوں میں **حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما** کا مقام نہایت بلند اور ممتاز ہے۔ آپ خانوادۂ نبوت کے چشم وچراغ، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند، علم و معرفت کے بحرِ بے کراں، عبادت و ریاضت کے پیکر، زہد و تقویٰ کے امام اور حسنِ اخلاق کا روشن نمونہ تھے۔

اس مختصر رسالے میں کوشش کی گئی ہے کہ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اس پہلو کو نمایاں کیا جائے جس پر آپ کی حیاتِ مبارکہ کی بنیاد قائم تھی، یعنی **علم اور اس کا مقام و مرتبہ**۔آپ کی زندگی کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ آپ نے علم کو محض فضیلت کے اظہار کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا، دین کی خدمت، اصلاحِ امت اور عملی زندگی کی تعمیر کا وسیلہ بنایا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے علم کے حصول میں غیر معمولی تواضع اور اخلاص کا مظاہرہ فرمایا۔آپ کے لیے کسی شخص کا نسب، خاندان یا ظاہری مرتبہ علم کے مقابلے میں رکاوٹ نہ تھا۔آپ جہاں دینی فائدہ پاتے، وہاں بیٹھ جاتے اور علم حاصل کرتے۔جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے واضح فرمایا کہ آپ ان لوگوں کی مجلس اختیار کرتے ہیں جن کی صحبت سے دین میں فائدہ حاصل ہو۔یہی وہ عظیم علمی مزاج ہے جو ایک حقیقی طالبِ علم کی پہچان ہے۔

آپ کی علمی زندگی کا یہ پہلو آج کے طالب علموں کے لیے بھی ایک روشن سبق ہے کہ علم کے لیے تکبر نہیں بلکہ تواضع اختیار کی جائے، اور علم کو کسی مخصوص طبقے کی جاگیر سمجھنے کے بجائے جہاں سے حق اور خیر کی بات ملے اسے قبول کیا جائے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابۂ کرام، امہات المؤمنین اور تابعینِ عظام سے علم حاصل کیا اور بعد میں خود ایک عظیم علمی مرکز کی حیثیت اختیار فرمائی۔آپ سے آپ کے صاحبزادوں کے علاوہ جلیل القدر تابعین اور اکابر اہلِ علم

نے بھی روایت کیا۔ اس طرح آپ کا علمی فیض ایک نسل تک محدود نہ رہا بلکہ بعد کی علمی نسلوں تک پہنچا۔ محدثین اور مؤرخین نے بھی آپ کے علمی مقام کی گواہی دی۔ آپ کو ثقہ، مامون، کثیر الحدیث، عالی مرتبہ اور صاحبِ ورع قرار دیا گیا۔ امام جوزی نے آپ کو تابعی، محدث، فقیہ، عابد، سخی اور صاحبِ زہد و تقویٰ قرار دیا، جبکہ حافظ ابن عساکر نے آپ کی ثقاہت اور کثرتِ حدیث کو بیان فرمایا۔

آپ کی فقاہت کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر عالم نے آپ کو اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء میں شمار کیا اور آپ کی فقہی بصیرت کی گواہی دی۔

یہ مقام محض نسبِ عالی کی وجہ سے حاصل نہیں ہوا بلکہ علم، عمل، تقویٰ، عبادت اور مسلسل دینی جد و جہد کا نتیجہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے علم نے دلوں کو متاثر کیا اور آپ کے کردار نے اہلِ علم و فضل کو آپ کا معترف بنا دیا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی علمی شخصیت کا ایک اہم پہلو **حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری وابستگی** ہے۔ آپ نے حدیث کو نہ صرف روایت کیا بلکہ اس کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں نافذ فرمایا۔ غلام آزاد کرنے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جب آپ کے سامنے بیان کی گئی تو آپ نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنا قیمتی غلام آزاد فرمایا۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک حقیقی علم وہ تھا جو انسان کے کردار اور عمل میں ظاہر ہو۔

اسی طرح مغازیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کا یہ فرمان کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی کو اس طرح سیکھتے تھے جیسے قرآن کی سورتیں سیکھی جاتی ہیں، سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی گہری علمی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے علم کا ایک نہایت قابلِ توجہ پہلو قرآنِ کریم کے معانی و مطالب سے آپ کی وابستگی ہے۔ آپ سے قرآنِ کریم کی آیات کے حوالے سے تفسیری اقوال منقول ہیں، جن سے آپ کی قرآنی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کا علمی مزاج صرف ظاہری علوم تک محدود نہ تھا بلکہ آپ علم کے باطن، اس کے مقصد اور اس کے اثرات سے بھی واقف تھے۔ آپ کے اقوال میں علم کی عظمت، اہلِ علم کا مقام، علم حاصل کرنے والوں کی فضیلت اور دینی بصیرت کی اہمیت بار بار سامنے آتی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ جو شخص تم سے پہلے کسی علم کو حاصل کر چکا ہو، وہ اس معاملے میں تمہارا رہنما ہے، خواہ عمر میں تم سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔

یہ قول دراصل اسلامی علمی تہذیب کے ایک بنیادی اصول کی ترجمانی کرتا ہے کہ **علم کا احترام صاحبِ علم کی عمر، خاندان یا ظاہری حیثیت سے نہیں بلکہ علم کی حقیقت سے کیا جاتا ہے۔**

اسی طرح آپ نے علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث قرار دیتے ہوئے علم و فضل والوں کے مقام کو واضح فرمایا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں علم اور عبادت کا جو حسین امتزاج نظر آتا ہے، وہ آپ کی سب سے بڑی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ عالم بھی تھے اور عابد بھی، فقیہ بھی تھے اور زاہد بھی، محدث بھی تھے اور اخلاق و کردار کے اعلیٰ نمونے بھی۔ یہی جامعیت آپ کی شخصیت کو عام اہلِ علم سے ممتاز کرتی ہے۔

آپ کی عظمت کا اعتراف صرف اہلِ بیت کے محبین نے نہیں کیا بلکہ متعدد اکابر علماء و محدثین نے آپ کے فضل و کمال کو تسلیم کیا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول اقوال میں آپ کی بے مثال فضیلت کا اظہار ملتا ہے۔

پس یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی علمی عظمت کسی ایک روایت یا ایک عالم کی گواہی پر موقوف نہیں، بلکہ متعدد اہلِ علم کے اقوال اور آپ کی اپنی علمی زندگی اس حقیقت کی تائید کرتی ہے۔

علم کے ساتھ ادب اور عمل

اس پورے مطالعے کا سب سے اہم سبق یہی ہے کہ علم اگر عمل سے خالی ہو تو وہ اپنے مطلوبہ ثمرات پیدا نہیں کرتا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے علم کو عمل کے ساتھ جوڑ کر دکھایا۔ ان کی زندگی میں قرآن، حدیث، فقہ، عبادت، اخلاق اور خدمتِ دین ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک مکمل دینی زندگی کے مختلف پہلو تھے۔

آج اگر ہم حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے حقیقی فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صرف ان کے فضائل بیان کرنا کافی نہیں، بلکہ ہمیں ان کے علمی مزاج، تواضع، عبادت، اخلاق اور عمل کو اپنی زندگی میں جگہ دینا ہوگا۔

طالبِ علم ان کی طلبِ علم سے سبق لے، عالم ان کی تواضع سے، عابد ان کی عبادت سے، صاحبِ مال ان کی سخاوت سے، اور ہر مسلمان ان کے حسنِ اخلاق اور تقویٰ سے رہنمائی حاصل کرے۔ یہی اہلِ بیتِ اطہار کی محبت کا وہ عملی تقاضا ہے جو انسان کے کردار کو سنوارتا اور زندگی کو دین کے قریب کرتا ہے۔

آخری گزارش

اس رسالے کی تیاری میں جہاں تک ممکن ہوا، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کو مستند تاریخی، حدیثی اور سوانحی حوالوں کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مختصر رسالے میں اس عظیم شخصیت کی علمی خدمات کے تمام گوشوں کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ کی شخصیت علم و معرفت کا ایسا وسیع میدان ہے جس پر مستقل اور مفصل تصنیف کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی۔

اگر اس حقیر کی کوشش سے کسی قاری کے دل میں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں اضافہ ہوا، کسی طالبِ علم میں حصولِ علم کا جذبہ پیدا ہوا، کسی صاحبِ علم کو تواضع کی طرف توجہ ملی، یا کسی مسلمان نے علم کو عمل کے ساتھ جوڑنے کا عزم کیا تو ہم اسے اس کوشش کی سب سے بڑی کامیابی سمجھیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے علم، عمل، زہد، تقویٰ اور اخلاقِ کریمانہ سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔ ہمیں اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی سچی محبت نصیب فرمائے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے، علمِ نافع عطا فرمائے، اس علم پر عمل کی توفیق دے اور ہماری زندگی کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبتِ اہلِ بیتِ اطہار سے منور فرمائے۔

اے اللہ! اس معمولی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، اس میں جو درست اور حق بات ہے اسے نافع بنا، جو کمی یا کوتاہی رہ گئی ہو اسے اپنے فضل و کرم سے معاف فرما، اور اسے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں محبت و عقیدت کا ایک ادنیٰ نذرانہ بنا دے۔

وما توفيقي إلا بالله، عليه توكلت وإليه أنيب۔

آمین بجاہِ سید المرسلین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خادم در صحابہ واہلِ بیت

احمد رضا مغل

1 صفر 1448 بمطابق 17 جولائی 2026 بروز جمعہ